تقریر

تقریر بابت عید الفطر
وقت 5-7 منٹ

عید اور عید سے متعلق فقہی مسائل

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودات وارشادات کی روشنی میں)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَی الَّذِیۡنَ یُطِیۡقُوۡنَہٗ فِدۡیَۃٌ طَعَامُ مِسۡکِیۡنٍ ؕ فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا فَھُوَ خَیۡرٌ لَّہٗ ؕ وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ (البقرہ:185)

گنتی کے چند دن ہیں۔پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص رمضان کے روزے رکھے۔اُس کے بعد (عید کا دن چھوڑ کر) شوّال کے بھی چھ روزے رکھے اُس کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اُس نے سال بھر کے روزے رکھے ہوں (کیونکہ ایک روزے کا دس گنا ثواب ملتا ہے۔اس طرح چھتّیس روزوں کا تین سو ساٹھ گُنا ثواب ملے گا)

(حدیقۃ الصالحین حدیث 279 صفحہ 317)

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اِک تیغ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا
تیرے ملنے کیلئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اِس ہجر کے آزار کا

سامعین کرام آئیں! اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں عید اور عید سے متعلق فقہی مسائل کو سنتے ہیں۔

عید صرف خوشی منانے کا دن نہیں

سامعین! ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”یہ عید صرف خوشی منانے کا دن نہیں بلکہ یہ عہد کرنے کا بھی دن ہے کہ اب ہم ان سب نیکیوں کو جاری رکھیں گے۔اگر یہ ہو گا تو تب ہی ہماری عید حقیقی عید ہو گی۔ عید صرف کھانے پینے، کھیلنے کودنے یا نئے کپڑے پہننے کا نام نہیں بلکہ عید ہمیں یہ سوچنے کا پیغام دیتی ہے کہ ہم نے آئندہ نیک باتوں کو جاری رکھنا ہے اور برائیوں سے بچنا ہے۔اگر آج عید منانے کے بعد ہم اپنی اُسی حالت پر واپس چلے گئے جو حالت رمضان سے پہلے ہم میں سے بعض کی تھی یا اگر ہمارے قدم ترقی کی طرف نہ بڑھے تو یہ بات مومن کی شان کے خلاف ہو گی؛ مومن کی شان تو یہی ہے کہ وہ نیکیوں میں مسلسل آگے سے آگے بڑھتا ہے۔

آج کے دن ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا ہم اس عہد پر کاربند رہنے کے لیے خود کو تیار پاتے ہیں۔کیا ہم حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے کیے گئے وعدے کو پورا کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔اصولاً تو یہ ہونا چاہیے کہ عید الفطر ہمیں یہ نظارہ دکھائے کہ ایک ماہ کے روزوں سے ہمیں خدا مل گیا ہے، اگر خدا مل جائے تو تب تو نیکیوں میں ترقی نظر آنی چاہیے۔

عید کا دن صرف خوشیاں منانے کا دن نہیں بلکہ یہ عبادات کی طرف خاص توجہ کرنے کا دن ہے، اس دن ہم پر بقیہ دنوں کی نسبت زیادہ نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ باقی دنوں میں تو ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں، لیکن عید کے دن ہم پر چھ نمازیں فرض ہو جاتی ہیں۔ پس یہ عبادات کے لیے ایک خاص دن ہے اور اس بات کو ہمیں یاد رکھنا چاہیے۔“

(روزنامہ الفضل لندن 3 اپریل 2025ء)

فرمایا:

”پس اس عید کے دن جو ہر ایک کے لیے خوشی کا دن ہے اپنی خوشیوں کو اَور بڑھانے کے لیے ان لوگوں سے بھی آگے بڑھ کر گلے ملیں جن سے شکر رنجیاں ہیں، ناراضگیاں ہیں، تلخیاں ہیں۔ آپس میں بول چال بعضوں کی بند ہے، چاہے وہ دوست ہوں، عزیز ہوں یا دفتروں میں کام کرنے والے ہوں۔ میاں بیوی ہوں، ساس بہو ہوں، بہن بھائی ہوں تو جو بھی ہوں جب خدا کی خاطر اور جماعت کی مضبوطی کی خاطر ان ناراضگیوں کو دور کریں گے اور اپنے معاملات خدا پر چھوڑتے ہوئے صبر سے کام لیں گے تو اللہ تعالیٰ یہ اعلان فرما رہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ان محبتوں کو پھیلانے کی وجہ سے نہ صرف ذاتی طور پر تم فائدہ اٹھاؤ گے بلکہ تمہاری یہ بات جماعتی مضبوطی کا بھی باعث بنے گی اور جب ہر ایک کو اس بات کا احساس ہو جائے گا تو یہی چیز عید کی بھی حقیقی خوشیوں کی ضامن بن جائے گی، حقیقی خوشیاں دینے والی بن جائے گی۔“

(خطبہ عید الفطر فرمودہ 14/نومبر 2004ء)

عید کی نماز کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ہر احمدی کو اس بات کو پلّے باندھنے کی ضرورت ہے اور باندھنی چاہئے کہ صرف رمضان کا جمعہ نہیں یا آخری جمعہ نہیں جس کے لئے بعض لوگوں میں اہتمام کیا جاتا ہے کہ جس طرح بھی ہو ضرور مسجد جانا ہے یا بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ عید ضرور عید گاہ یا مسجد میں جا کر پڑھنی ہے۔ جبکہ عید کی اہمیت کے بارے میں قرآن کریم میں براہ راست کوئی حکم نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ عید کی اتنی اہمیت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں شامل ہونے کی خاص تاکید فرمائی ہے اور ان عورتوں کو بھی عید پر جانے کا حکم ہے جنہوں نے نماز نہیں پڑھنی لیکن جمعہ کے بارے میں کوئی ایسا حکم نہیں ہے کہ ضرور شامل ہونا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس بات کو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے کہ عید پر جانے کا حکم صرف اس لئے نہیں کہ سال کے بعد دو رکعت پڑھ لینے سے یا چند منٹ کا خطبہ سن لینے سے گناہ بخشے جائیں گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور جو عبادات اور قربانی کی توفیق ملی یا جس کی خواہش تھی لیکن مجبوری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہی اس پر مکمل عمل نہ ہو سکا۔ لیکن کیونکہ اب اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اس کے شکرانے کی عبادت میں شامل ہو تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہو سکیں، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے والے ہوں کہ اللہ تعالیٰ آئندہ توفیق دے کہ عبادت کا ہر فرض پورا کرنے والے بن سکیں اور نوافل کی توفیق پا سکیں تو تب ہی ہر عید میں شامل ہونے کا فائدہ ہے اور یہی ایک مومن کی شان ہے کہ ایسی عید منانے کی کوشش کرے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 17 اکتوبر تا 23 اکتوبر 2008ء صفحہ 6)

فرمایا:

”عید کا دن صرف اچھے کپڑے پہن کر اچھے کھانے کھا کر گزارنے کا نام نہیں ہے بلکہ عید کے لیے عید گاہ میں آتے جاتے اور سارا دن بھی ذکر الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں صرف کرنا چاہیے۔ نمازوں کا بھی باقاعدہ خیال رکھنا چاہیے۔ نمازوں کی حاضری کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔“

(خطبہ عید الفطر فرمودہ 14 نومبر 2004ء)

عید الفطر کی تکبیرات کس وقت شروع کرنی چاہئیں اور کب تک کہنی ہیں؟

فرمایا:

”عید الفطر کے دن تکبیرات پڑھنا مسنون ہے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ سالم اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ان رسول اللہ ﷺ کان یکبر یوم الفطر من حین یخرج من بیتہ حتی یاتی المصلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے روز اپنے گھر سے نکلنے سے لے کر عید گاہ پہنچنے تک تکبیرات پڑھا کرتے تھے (سنن الدارقطنی کتاب العیدین حدیث نمبر:6)۔ امام الزہری بیان کرتے ہیں کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج یوم الفطر فیکبر حتی

یاتی المصلی و حتی یقضی الصلاۃ فاذا قضی الصلاۃ قطع التکبیر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے روز نماز کی جگہ پہنچنے تک اور نماز کی ادائیگی تک تکبیرات کہتے۔ پھر جب آپؐ نماز سے فارغ ہو جاتے تو تکبیرات کہنا ختم کر دیتے۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب صلاۃ العیدین باب فی التکبیر اذا خرج الی العید) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نمونہ کی تقلید میں صحابہ کرامؓ بھی عید الفطر کے روز تکبیرات پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے بارہ میں آتا ہے کہ وہ عید الفطر کے روز عید گاہ پہنچنے تک اور امام کے جائے نماز پر آجانے تک اونچی آواز سے تکبیرات کہا کرتے تھے۔ (سنن الدارقطنی کتاب العیدین حدیث نمبر:8)"

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام ممالک میں عید الفطر کی تکبیرات کے بارہ میں متذکرہ بالا احادیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے درج ذیل سرکلر جاری کروایا۔

"عید الفطر کے موقع پر بھی تکبیرات کہنی چاہئیں کیونکہ یہ امر احادیث سے ثابت ہے اور صحیح ہے کہ عید والے دن صبح سے لے کر نماز عید تک تکبیرات پڑھی جاتی تھیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل 31 مئی 2019ء صفحہ 13)

نماز عید پر اذان یا اقامت نہیں ہوتی

اس بابت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

"روایت میں آتا ہے کہ "عبد الرحمن بن عابس روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ سنا ہے کہ ان سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی عید الاضحیٰ یا عید الفطر پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں اور اگر میرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بچپن میں ہی تعلق نہ ہوتا تو مَیں اس عہد کا مشاہدہ نہ کر پاتا۔ پھر حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے لئے تشریف لے گئے۔ خطبہ عید دیا۔ انہوں نے اذان اور اقامت کا ذکر نہیں کیا۔" یہ مسئلہ بھی یہاں حل ہو گیا کہ عید پہ اذان اور اقامت وغیرہ کوئی نہیں ہوتی۔"

عید اور جمعہ اکٹھا ہونے کی صورت میں

سامعین! عید اور جمعہ کے ایک ہی دن جمع ہو جانے پر نماز عید کی ادائیگی کے بعد نماز جمعہ یا نماز ظہر پڑھنے کے بارہ میں محترم ناظم صاحب دارالافتاء کی ایک رپورٹ کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 16 / مئی 2021ء میں اس مسئلہ پر درج ذیل اصولی ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

"عید اور جمعہ کے ایک ہی دن جمع ہو جانے پر نماز عید کی ادائیگی کے بعد اس روز نماز جمعہ اور نماز ظہر دونوں نہ پڑھنے کے بارہ میں تو صرف حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا ہی موقف اور عمل ملتا ہے اور وہ بھی ایک مقطوع روایت پر مبنی ہے، نیز اس روایت کے دو راویوں کے بیان میں بھی تضاد پایا جاتا ہے۔ جبکہ مستند اور قابل اعتماد روایات میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور خلفاء راشدین اور صحابہ کرامؓ کا یہی مسلک ملتا ہے کہ ان سب نے یا تو اس روز نماز عید کی ادائیگی کے بعد جمعہ بھی اپنے وقت پر ادا کیا ہے اور دور کے علاقوں سے آنے والوں کو جمعہ سے رخصت دیتے ہوئے ہدایت کی کہ وہ اپنے علاقوں میں ظہر کی نماز ادا کر لیں اور بعض مواقع پر نماز عید کی ادائیگی کے بعد جمعہ ادا نہیں کیا لیکن ظہر کی نماز ضرور اپنے وقت پر ادا کی گئی۔

یہی موقف اور عمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کا بھی ملتا ہے۔ سوائے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ایک مرتبہ کے عمل کے کہ جب آپ نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی اسی مذکورہ بالا روایت پر عمل کرتے ہوئے عید پڑھانے کے بعد نہ جمعہ ادا کیا اور نہ ظہر کی نماز پڑھی۔

لیکن حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی یہ روایت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے کسی قول یا فعل پر مبنی نہیں ہے اس لئے صرف اس مقطوع روایت کی وجہ سے جس کے راویوں کے بیانات میں بھی تضاد موجود ہے فرض نماز کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا اس روایت پر مبنی حصہ کو فقہ احمدیہ سے حذف کر دیں اور فقہ احمدیہ میں لکھیں کہ اگر عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہوتے ہیں تو نماز عید کی ادائیگی کے بعد اگر جمعہ نہ پڑھا جائے تو ظہر کی نماز اپنے وقت پر ضرور ادا کی جائے گی۔"

(بنیادی مسائل کے جوابات جلد اوّل صفحہ 415)

سامعین! ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ عیدین کے مواقع پر بعض لوگ مساجد میں آکر عید سے پہلے یا بعد میں نوافل ادا کرتے ہیں۔ اس بارے میں رہنمائی کی درخواست ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

"نماز عید سے پہلے نوافل کی ادائیگی منع ہے جیسا کہ احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے، لیکن بعد میں اگر وقت ممنوعہ شروع نہ ہوا ہو تو گھر جا کر نوافل پڑھے جاسکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں۔ مَیں نے جنرل سیکرٹری صاحب کو بھی ہدایت کر دی ہے کہ جو لوگ عید والے دن نماز عید سے قبل مساجد میں آکر نوافل ادا کرنا شروع کر دیتے ہیں انہیں اس کی ممانعت کی بابت توجہ دلانے کے لیے نماز عید سے قبل مساجد میں باقاعدہ اعلان کروایا کریں۔"

(بنیادی مسائل کے جوابات جلد اوّل صفحہ 413)

کیا خطبہ عید سننا ضروری ہے؟

سامعین! ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ دارقطنی میں ایک حدیث ہے کہ حضورؐ نے نماز عید کے بعد فرمایا کہ ہم خطبہ دیں گے، جو چاہے سننے کے لیے بیٹھا رہے اور جو جانا چاہے چلا جائے، کیا یہ حدیث درست ہے؟

حضور انور نے فرمایا:

"خطبہ عید کے سننے سے رخصت پر مبنی حدیث جسے آپ نے دارقطنی کے حوالہ سے اپنے خط میں درج کیا ہے، سنن ابی داؤد میں بھی روایت ہوئی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ حضورؐ نے خطبہ عید کے سننے کی اس طرح تاکید نہیں فرمائی جس طرح خطبہ جمعہ میں حاضر ہونے اور اسے مکمل خاموشی کے ساتھ سننے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسی بنا پر علماء وفقہاء نے خطبہ عید کو سنت اور مستحب قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ حضورؐ نے عید کے لیے جانے اور دعاء المسلمین میں شامل ہونے کو نیکی اور باعث برکت قرار دیا ہے اور اس کی یہاں تک تاکید فرمائی کہ ایسی خاتون جس کے پاس اپنی اوڑھنی نہ ہو وہ بھی کسی بہن سے عاریۃً اوڑھنی لے کر عید کے لیے جائے۔ اور ایام حیض والی خواتین کو بھی عید پر جانے کی اس ہدایت کے ساتھ تاکید فرمائی کہ وہ نماز کی جگہ سے الگ رہ کر دعا میں شامل ہوں۔"

(بنیادی مسائل کے جوابات جلد اوّل صفحہ 412)

نماز عید کی ادائیگی کے دوران اگر کچھ بھول ہو جائے تو؟

ایک دوست نے عیدین کی نماز کے واجب ہونے نیز عید کی نماز میں امام کے کسی رکعت میں تکبیرات بھول جانے اور اس کے تدارک میں سجدہ سہو کرنے کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی خدمت اقدس میں رہنمائی فرمانے کی درخواست کی۔

حضور انور نے فرمایا:

"عیدین کی نماز سنت مؤکدہ ہے۔ حضورؐ نے ایسی خواتین جن پر ان کے خاص ایام ہونے کی وجہ سے نماز فرض نہیں، انہیں بھی عید گاہ میں آکر مسلمانوں کی دعا میں شامل ہونے کا پابند فرمایا ہے اور جہاں تک امام کے تکبیرات بھول جانے کا سوال ہے تو ایسی صورت میں مقتدی اسے یاد کروادیں، لیکن مقتدیوں کے یاد کروانے کے باوجود اگر امام کچھ تکبیرات نہ کہہ سکے تو مقتدی امام کی ہی اتباع کرتے ہوئے عید کی نماز ادا کریں۔ تکبیرات بھولنے کے نتیجہ میں امام کو سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 18؍ دسمبر 2020ء۔ صفحہ نمبر 12)

عورتوں کا عید پر آنا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"صرف عید کی نماز پر آنا ہر عورت پر فرض ہے۔ اگر نماز نہ بھی پڑھنی ہو تو خطبہ سن لے"

(الفضل انٹرنیشنل 07 تا 13 اگست 2015، صفحہ 6)

اس حوالہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے اگلے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ

"ایک غلط فہمی کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ گزشتہ خطبہ میں مَیں نے عورتوں کی مثال دیتے ہوئے کہا تھا کہ ان کے لئے جمعہ ضروری نہیں ہے۔ مَیں نے الفاظ دوبارہ دیکھے ہیں۔ مَیں نے کہا تھا کہ عورت کے لئے ضروری نہیں کہ وہ جمعہ پر ضرور آئے لیکن عید پر آنا ضروری ہے۔ مَیں نے یہ کہا تھا کہ عید ضروری ہے۔ یہ نہیں کہا تھا کہ عید فرض ہے۔ کسی نے کہا کہ جی عید تو سنت ہے۔ عید سنت تو ہے لیکن سنت مؤکدہ ہے۔ عید پڑھنے کے بارے میں اور عورتوں کے لئے خاص طور پر اس بارہ میں

بڑی تاکید کی گئی ہے۔ تو ایسے صاحب جنہوں نے یہ ایک دو جگہ باتیں کیں ان کا اعتراض دور کرنے کے لئے مَیں حدیث آپ کو سنا دیتا ہوں۔ حضرت اُمّ عطیہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے انصار کی عورتوں کو ایک گھر میں جمع کیا اور حضرت عمر بن خطاب کو ہمارے پاس بھیجا۔ آپ دروازے پر پہنچے اور سلام کیا۔ ہم نے سلام کا جواب دیا۔ پھر آپ (یعنی حضرت عمر) نے فرمایا کہ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے کے طور پر تمہارے پاس آیا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ احکامات پہنچائے کہ ہمارے لئے یہ حکم ہے کہ ہم عیدین کے موقع پر ضرور جائیں۔ حائضہ عورتوں اور رواتق یعنی نئی بلوغت تک پہنچنے والی عورتوں کو بھی نماز عید کے لئے گھروں سے نکالا کریں لیکن جمعہ ہم پر فرض نہیں اور جنازے کے ساتھ قبرستان جانے سے ہمیں منع کیا ہے۔" (مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 820 حدیث 27852)

(الفضل انٹرنیشنل 08 تا 14 اپریل 2016ء)

فطرانہ

سامعین! فطرانہ یعنی صدقۃ الفطر رمضان کے داخل ہونے سے ہی واجب ہو جاتا ہے تاہم اس کی ادائیگی عید کی نماز سے قبل یکم شوال تک ضروری ہے۔ بہتر یہی سمجھا جاتا ہے کہ غرباء کو عید کی تیاری کے لئے پہلے فطرانہ دے دیا جائے تا کہ وہ عید کی خوشیوں میں برابر کے شریک ہو سکیں۔ ہماری جماعت میں حالات کے مطابق گندم کی جو قیمت ہو اس لحاظ سے ایک صاع یعنی قریباً دو سیر گندم کی قیمت کا اندازہ کر کے رقم معین کر دی جاتی ہے۔ اور اس کی ادائیگی کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ جیسے یہاں برطانیہ میں فطرانہ کی شرح فی کس ڈیڑھ پاؤنڈ سٹرلنگ مقرر کی گئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فطرانہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"عید الفطر پر فطرانہ سے غریبوں کی مدد کی جاتی ہے تو اسلام میں جہاں بھی خوشی منانے کا حکم دیا ہے اس بات پر زور دیا ہے کہ اسے ایسے رنگ میں منایا جائے کہ ملک اور بنی نوع انسان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 اپریل 2016ء)

شوّال کے چھ روزے

کیا شوال کے روزے لگاتار رکھنے ضروری ہیں؟ یا اُن میں وقفہ بھی ڈالا جا سکتا ہے؟ نیز اگر کسی شخص کے ماہِ رمضان کے چند روزے رہ گئے ہوں تو عید الفطر کے بعد کیا وہ ماہ شوال کے پہلے ہفتہ کے چھ نفلی روزے رکھ سکتا ہے۔ یا اُسے پہلے رمضان کے رہ جانے والے روزے پورے کرنے چاہئیں؟ اس قسم کے استفسارات کے جواب پر مبنی ایک مفصل رپورٹ دارالافتاء سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کی گئی تھی۔ اُس رپورٹ کا خلاصہ اور اُس پر حضور انور ایدہ اللہ کا فیصلہ الفضل میں بھی شائع ہوا تھا۔ اُسے خاکسار آج آپ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اِس کے علاوہ کچھ اور رمضان سے متعلق مسائل جن کے جواب حضور انور نے ازراہ شفقت عنایت فرمائے آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔

"حضرت ابو ایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد (عید کا دن چھوڑ کر) شوال کے چھ روزے رکھے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے سال بھر کے روزے رکھے ہوں۔" (مسلم کتاب الصیام باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال) شوّال کے یہ روزے نفلی روزے ہیں۔ نفل وہ زائد عبادت ہے جو بندہ خوشی سے اپنے مولیٰ کو راضی کرنے کے لیے بجالاتا ہے۔ نفلی روزوں کا بھی ثواب ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ظاہر ہے۔

حساب کی زبان میں اس کا سرّ یہ ہے کہ ایک نیکی کا ثواب اللہ تعالیٰ دس گنا عطا فرماتا ہے اور رمضان کے قریباً تیس روزوں کے ساتھ شوّال کے چھ روزے شامل کئے جائیں تو 36 روزوں کا ثواب 360 دنوں کے برابر بنتا ہے جو قریباً ایک سال کا عرصہ ہے۔ لیکن اصل حکمت رمضان کے فرض روزوں کے ساتھ شوال کے نفلی روزوں کی تاکید میں نیکی کا تسلسل ہے اور اس امر کی تربیت ہے کہ رمضان کا مجاہدہ اور اس کی عبادات صرف ایک مہینہ تک محدود نہ رہیں بلکہ سارے سال پر پھیل جائیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد ذیل میں پیش ہے جو آپؓ نے خطبہ عید الفطر 29 مئی 1922ء کو قادیان میں ارشاد فرمایا: جس میں شوال کے روزے رکھنے پر زور دیا گیا ہے اسی طرح اس میں یہ ذکر ہے کہ جو شوال کے مہینہ میں وقفہ ڈال کر بھی چھ روزے رکھ سکتا ہے۔ آپؓ نے خطبہ عید الفطر میں فرمایا:

"رمضان ختم ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ شوال کے مہینہ میں عید کا دن گزرنے کے بعد چھ روزے رکھتے تھے۔ اس طریق کا احیاء ہماری جماعت کا فرض ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحبؑ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام مراد ہیں۔ ناقل) نے اس کا اہتمام کیا تھا کہ تمام قادیان میں عید کے بعد چھ دن تک رمضان ہی کی

طرح اہتمام تھا۔ آخر میں چونکہ حضرت صاحب کی عمر زیادہ ہوگئی تھی اور بیمار بھی رہتے تھے اس لئے دو تین سال بعد آپ نے روزے نہیں رکھے۔ جن لوگوں کو علم نہ ہو وہ سن لیں اور جو غفلت میں ہوں وہ ہوشیار ہو جائیں کہ سوائے ان کے جو بیمار اور کمزور ہونے کی وجہ سے معذور ہیں چھ روزے رکھیں، اگر مسلسل نہ رکھ سکیں تو وقفہ ڈال کر بھی رکھ سکتے ہیں۔" (خطبہ عید الفطر 29 مئی 1922ء قادیان۔ خطبات محمود جلد اوّل صفحہ 71)

اس سلسلہ میں ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ: "اگر کسی شخص کے ماہ رمضان کے کچھ روزے رہ گئے ہوں اور وہ شوّال کے چھ روزے رکھ لے تو کیا شوّال کے چھ روزے رمضان کے روزے شمار ہوں گے؟ اس کا جواب جو حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب (مرحوم) مفتی سلسلہ احمدیہ عالیہ احمدیہ نے 28 ستمبر 1977ء کو دیا وہ درج ذیل ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ "اس کا تعلق نیت سے ہے۔ اگر نیت یہ ہے کہ یہ روزہ رمضان کے روزہ کی قضاء کا ہے تو ایسا ہی محسوب ہوگا اور نفل کی نیت ہے تو نفل روزہ ہوگا۔ اس صورت میں رہے ہوئے روزے بعد میں رکھے گا۔"

(رجسٹر فتاویٰ نمبر 7 صفحہ 267 زیر نمبر 70/28.09.77)

یہ بھی واضح ہو کہ کوئی ایسی حدیث نہیں مل سکی جس میں یہ ذکر ہو کہ جس شخص کے رمضان کے کچھ روزے چھوٹ گئے ہوں، وہ جب تک وہ رمضان کے بعد اپنے چھٹے ہوئے فرض روزے پورے نہ کرلے اس وقت تک اسے نفلی روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے برعکس احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اُمّہات المؤمنین رمضان کے چھٹے ہوئے روزے اگلا رمضان آنے سے پہلے ماہ شعبان میں رکھا کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ: "ماہ رمضان کے رہ جانے والے روزے میں اگلا رمضان آنے سے پہلے ماہ شعبان میں رکھا کرتی تھی۔" (بخاری کتاب الصوم باب متی یقضی قضاء الرمضان)۔ اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت درج ہے کہ: "اُمّہاتُ المؤمنینؓ رمضان کے چھٹ جانے والے روزے ماہ شعبان میں رکھا کرتی تھیں۔" (مسلم کتاب الصیام باب قضاء رمضان فی شعبان) چنانچہ اس سوال کے جواب میں کہ "اگر کسی شخص کے ماہ رمضان کے چند روزے رہ گئے ہوں تو عید الفطر کے بعد کیا وہ ماہ شوال کے پہلے ہفتہ کے چھ نفلی روزے رکھ سکتا ہے۔ یا اسے پہلے رمضان کے رہ جانے والے روزے پورے کرنے چاہئیں؟" مکرم مبشر احمد صاحب کاہلوں مفتی سلسلہ احمدیہ نے مذکورہ امور کی بنا پر زیر ریفرنس 42/09.11.03 حسب ذیل فتویٰ دیا:۔

"ماہ رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی تعداد پوری کرنے کیلئے اگلے رمضان تک کی مہلت موجود ہے۔ اس لئے یہ انسان کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ چاہے تو ماہ شوال کے ابتدائی چھ ایام کے نفلی روزے رکھے اور پھر دوران سال جب چاہے روزوں کی تعداد پوری کرے اور چاہے تو ماہ شوال کے ابتدائی چھ ایام کے نفلی روزوں کی بجائے ان ایام میں اپنے فرض روزے پورے کرے۔ اس کا دارومدار انسان کی نیت پر ہے۔ شریعت میں مجھے ایسی کسی پابندی کا ثبوت نہیں مل سکا کہ پہلے فرض روزے پورے کئے جائیں اور پھر نفلی روزے رکھے جائیں۔"

دارالافتاء سلسلہ احمدیہ کا یہ فتویٰ اور اس سلسلہ میں ان کے دلائل (جن میں سے بعض کا مختصر ذکر اُوپر کیا گیا ہے) پر مشتمل رپورٹ جب سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش ہوئی تو حضور انور ایدہ اللہ نے مکرم مفتی صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ کے نام اپنے خط محررہ 05-02-08 میں تحریر فرمایا:

"آپ کا خط 04-12-20 / 124 L ملا۔ شوّال کے چھ روزوں کے متعلق آپ کا فتویٰ ٹھیک ہے اور مجھے اس سے اتفاق ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد سے جو آپ نے نتیجہ اخذ کیا ہے وہی ٹھیک ہے۔ آپ کا ارشاد شوال کے روزوں پر زور دینے کے لئے ہے نہ کہ فرض روزوں کے پورے کرنے کی اہمیت کے بارہ میں۔ محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب کے فتویٰ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ شوال کے روزے پہلے رکھے جاسکتے ہیں اور فرض روزے بعد میں۔ اس ضمن میں احادیث بھی واضح ہیں۔ ان کی روشنی میں فتویٰ دیا جاسکتا ہے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 11 نومبر تا 17 نومبر 2005ء۔ صفحہ نمبر 2۔ زیر عنوان شوّال کے چھ روزے)

شوال کے روزے پہلے رکھے جاسکتے ہیں اور فرض روزے بعد میں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"نفلی روزوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تفصیلی ہدایت کا ذکر حدیث میں یوں ملتا ہے۔ حضرت ابو قتادہ انصاریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صوم دہر (یعنی ساری عمر کے روزہ) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ایسے شخص نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا (گویا ایسے روزہ کو آپ نے ناپسند

فرمایا)۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ سے دو دن روزہ رکھنے اور ایک دن افطار کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپؐ سے ایک دن روزہ رکھنے اور دو دن افطار کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی طاقت عطا فرمائے۔ پھر آپ سے ایک دن روزہ رکھنے اور ایک دن افطار کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا یہ روزے میرے بھائی حضرت داؤد علیہ السلام کے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپؐ سے سوموار کے دن کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں مجھے پیدا کیا گیا، اسی دن مجھے مبعوث کیا گیا اور اسی دن مجھ پر (قرآن) نازل کیا گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا اور ایک رمضان کے بعد دوسرے رمضان کے روزے رکھنا ساری عمر کے روزوں کے برابر ہے۔ راوی کہتے ہیں آپؐ سے عرفہ کے دن کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا گزرے ہوئے سال اور آنے والے سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ سے عاشورہ کے دن کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا یہ روزہ رکھنا گزرے ہوئے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الصیام بَاب اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَالِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ)

(بنیادی مسائل کے جوابات قسط 55 مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 20؍ مئی 2023ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں مقبول عبادات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ: عطیۃ العلیم۔ ہالینڈ)

✡✡✡✡